سوائے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کے اور کسی مشکل کو حل نہیں کرتیں سوائے اس کے کہ اس میں اللہ کا غضب ہو۔وہ اپنے اس مقصد کو نہیں چھوڑیں گیں جب تک کہ خود کو اور ان کے ہمراہ افراد کو بدبختی وہلاکت کے تاریک کنویں میں نہ پہنچا دیں۔قسم ہے اللہ کی ان میں کا ایک حصہ قتل ہوگا, دوسرا حصہ واپس ہو جائے گا اور تیسرا حصہ جنگ سے بھاگ جائے گا۔
عایشہ رض ہی وہ ہے جس پر حوأب کے کتے حملہ کریں گے تا کہ انھیں متوجہ کریں۔طلحہ رض و زبیر رض بھی علم رکھتے ہیں کہ وہ غلطی پر ہیں افسوس اس ہوشیاری پر جسکا علم اسے ہلاکت سے بچا نہ سکے۔اللہ ہمارا حافظ ومحافظ ہے اور وہ بہترین محافظ ہے اور ہمارے لئے کافی ہے۔
جانتے ہو کہ فتنہ وفساد شروع ہو چکا ہے جسے ظالموں کے گروہ نے برپا کیا ہے۔کہاں ہیں حساب چکانے والے؟ کہاں ہیں مومنین؟ میرا قریش سے کیا واسطہ ہے؟ قسم اللہ کی جب وہ کافر تھے میں انھیں قتل کرتا تھا اب ہوای نفس اور شیطان کے دھوکہ میں آگئے ہیں, ان کو قتل کروں گا۔
ہم (بنی ہاشم) نے عایشہ رض کے حق میں کیا ظلم وستم کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ ان کی ہم نے طرف داری کی اور ان کا احترام کیا۔قسم پروردگار کی باطل کو اس کے مرکز تک شگافتہ کر کے ختم کردوں گا تا کہ حق ظاہر ہو جائے۔قریش سے کہدو کہ گریہ وفریاد کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" یہ فرما کر امام ع ممبر سے اتر آے۔
ام المومنین عایشہ رض طلحہ رض اور زبیر رض کے مکہ سے بصرہ کی سمت لشکر لیکر بغاوت کے ارادہ سے حرکت کی اطلاع ملنے کے بعد امیر المومنین ع نے خطبہ ارشاد فرمایا جسے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں کلبی سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر

درود کے بعد فرمایا:

"جس دن اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو دنیا سے اٹھالیا، اس دن سے قریش ہم پر غضب ڈھا رہے ہیں اور جس حق کے لئے ہم سب سے زیادہ سزاوار ہیں اسے ہم سے دور کر کے خود قابض ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر کرنا مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے اور ان کا خون بہانے سے بہتر ہے۔ اکثریت تازہ مسلمان ہوئے افراد کی ہے جن کا دین اور ایمان مشک میں موجود پانی کی طرح لرزاں ہے۔ ذرا سی بے توجہی اسے برباد کر سکتی ہے اور عام شخص بھی انہیں دین سے دور کر سکتا ہے۔ ان وجوہات کے نتیجہ میں ایسے افراد نے رہبری کے عہدہ کو حاصل کیا کہ جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور اس تعلق سے کوشش بھی نہ کی یہاں تک کہ وہ سزاء و جزاء کی دنیا میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالی ان کے امور کا متولی ہے۔ ان کے گناہوں کو بخش دے یا انھیں نظرانداز کر دے اس کے اختیار میں ہے۔ طلحہؓ و زبیرؓ کو کیا ہو گیا وہ اس کام کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔ کچھ مہینے بھی میرے مقابل صبر کر کے ٹھہر نہ سکے۔ مجھ سے بغاوت کی اور اپنی بیعت سے باہر چلے گئے۔ مجھ سے وہ جس بات پر لڑنے کے لئے اٹھے ہیں اس تعلق سے اللہ نے ان کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں رکھا ہے (خون عثمانؓ کا انتقام) اور یہ بھی اس حال میں کہ میری بیعت اپنی مرضی و رغبت سے کرنے کے بعد۔ یہ دونوں ایسی ماں سے دودھ چاہتے ہیں جسکا دودھ ختم ہو چکا ہے اور ایسی بدعت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو مر چکی ہے۔ کیا یہ لوگ عثمانؓ کے خون کے طلب گار ہیں؟ خدا کی قسم اس کا گناہ سوائے ان کے نزدیک اور ان کے سامنے کسی اور جگہ نہیں ہے۔ اس تعلق سے سب سے بڑی دلیل خود

ان کے لئے نقصان دہ ہے۔میں اللہ تعالی کی حجت جو ان کے تعلق سے ہے اور اللہ کا علم جو ان کے تعلق سے ہے اس پر راضی ہوں (کوئی اور مانے یا نہ مانے میرے لئے اللہ تعالی کا اس کی حقیقت سے واقف رہنا کافی ہے)۔اگر یہ لوٹ آئیں اور توبہ کرلیں تو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا اور کھوئی ہوئی چیزیں پالیں گے۔اگر اس بات سے منہ موڑ لیں ,واپس نہ آئیں اور توبہ بھی نہ کریں تو میں اپنی تلوار کی تیزی سے ان کے روبرو ہو جا ونگا جو حق کی نصرت اور باطل کی موت کے لئے کافی ہے۔"

طلحہؓ و زبیرؓ کے ام المومنین عایشہؓ کو بصرہ لے جانے کے جرم کے تعلق سے فرمایا: یہ مکہ سے باہر اس طرح نکلے کہ اپنے ساتھ حرم رسول اللہ ﷺ کو یوں کھینچ کر لا رہے تھے جیسے کنیزیں خرید و فروخت کے وقت لیجائی جاتی ہیں اور انھیں اپنے ساتھ بصرہ لے گئے۔ان دونوں نے اپنی عورتوں کو گھر میں رکھا تھا اور زوجہء رسول اللہ ﷺ کو لشکر کے ہمراہ لا رہے تھے۔اس لشکر میں کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے میری بیعت نہ کر چکا ہو اور بغیر کسی جبر و اکراہ کہ میری اطاعت میں نہ رہ چکا ہو (نہج البلاغہ خطبہ ۱۷۲)۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام چاہتے تھے کہ طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر کو کسی شہر میں داخل ہونے اور زہر پھیلانے سے قبل ہی اس فتنہ کو خاموش کر دیں۔باغی گروہ کی مکہ سے بصرہ کی طرف حرکت کی اطلاع ملتے ہی امیر المومنین ع ایک مختصر لشکر لیکر مدینہ سے تیزی سے حرکت کئے تا کہ باغی گروہ کے لشکر کو ربذہ کے مقام پر (ربذہ مکہ و بصرہ کے راستہ پر ہے) روک لیں۔ مولا علی ع جو لشکر لے کر مدینہ سے نکلے اس میں سات سو

سوار تھے جن میں چارسو مہاجروانصار تھے , جن میں سے ۷۰ افراد وہ تھے جورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگوں میں شرکت کر چکے تھے اور باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے۔مدینہ سے نکلتے وقت امیرالمومنین ع نے سھل ابن حنیف کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔امیرالمومنین ع کے ربذہ پہنچنے سے قبل باغی گروہ وہاں سے گذر چکا تھا۔حضرت ع نے ربذہ کے مقام پر لشکر کے ساتھ قیام فرمایا تا کہ تا کہ مزید لشکر جمع ہو سکے۔چھ سو سپاہی مدینہ سے آ کر اس لشکر میں شامل ہو گئے جن میں خزیمہ بن ثابت (ذوالشھادتین) بھی تھے۔ ربذہ میں قیام کے دوران مولاعلی ع نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر طیار کو خط دے کر کوفہ کے گورنر ابوموسی اشعری کے پاس بھیجا تا کہ طلحہ رض و زبیر رض کے وہاں پہنچنے سے پہلے کوفہ میں موجود فوجیوں سے استفادہ کیا جاے۔

ابوموسی اشعری تیسری خلافت میں کوفہ کے گورنر تھے۔مولاعلی ع نے چاہا تھا کہ جس طرح دوسرے بنی امیہ کے طرفدار حاکموں کو ہٹا دیا گیا انہیں بھی کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا جائے مگر مالک اشتر کے اصرار پر کہ کوفہ کے عوام اشعری سے راضی ہیں , مولاعلی ع نے ابو موسی اشعری کو اپنی خلافت میں بھی کوفہ پر باقی رکھا تھا۔

اہل کوفہ کے نام مولاعلی ع کے خط کا مضمون:

"میں نے تمہارے شہر کوفہ کو منتخب کیا ہے اس جدید حادثہ کو ختم کرنے کے لئے , میں تم سے مدد چاہتا ہوں۔میں چاہتا ہوں کے تم لوگ اللہ کے دین کے ناصر ومددگار رہیں اور ہماری تائید کریں اپنے قیام کے ذریعہ تا کہ مسلمانوں میں اتحاد و برادری باقی رہے۔جو کوئی اس مقصد کو پسند کرے اور اطاعت کرے وہ حق پسند ہے اور جو حق سے دشمنی رکھتا ہے وہ اس

مقصد کو پسند نہیں کرتا اور نظرانداز کرتا ہے" (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)۔

جب حضرت علی ع کے قاصدوں نے یہ خط کوفہ کے گورنر ابوموسی اشعری کو دیا تو انھوں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کام کو انجام دینے سے انکار کیا۔ انھوں نے پہلے ہی سے اہل کوفہ کو حضرت علی ع کی آواز پر لبیک کہنے اور ان کے ہاتھ مظبوط کرنے سے منع کر دیا تھا۔ جب مولا علی ع کے نمائندوں نے ابوموسی اشعری پر اعتراض کرتے ہوئے انھیں امیرالمومنین ع کے حکم پر عمل کرنے کے لئے مجبور کیا تو ابوموسی نے قلبی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: خدا کی قسم میری گردن پر اور تمہارے رفیق (یعنی علی ع) پر ابھی تک عثمان ابن عفان رض کی بیعت باقی ہے, اگر ہمیں جنگ کرنا ہی ہے تو پہلے خلیفہ عثمان رض کے قاتلوں سے جنگ کریں تا کہ سکون حاصل ہو, اس کے بعد دوسروں سے لڑیں (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۹۴)۔

محمد ابن ابوبکر اور محمد ابن جعفر نے ابوموسی اشعری کی نافرمانی اور بغاوت کی اطلاع مولا علی ع کو خط کے ذریعہ دی۔ امام علیہ السلام نے ابوموسی اشعری کو کوفہ کی گورنری سے معزول کرنے کے احکام جاری کئے اور اس حکم کو ہاشم بن مرقال کے ذریعہ بھجوایا۔

امام ع نے تحریر فرمایا تھا کہ ہاشم کو بھیج رہا ہوں تا کہ تم کو میرے پاس لوٹائے لہذا فوراً میرے پاس لوٹ آؤ۔ ہم نے تم کو اس لئے حکومت دی ہے کہ ہمارے مددگار رہو۔

ہاشم بن مرقال نے کوفہ پہنچ کر جب ابوموسی سے ملاقات کی اور مولا علی ع کا حکم بتلایا تو دیکھا کہ وہ اپنی سرکشی و گمراہی پر اصرار کر رہے ہیں۔ دوستوں کے نصیحت کرنے کے باوجود ابو موسی اپنی دشمنی اور نافرمانی پر باقی رہے۔ ہاشم نے اس کی اطلاع امیرالمومنین ع کو

دی۔

امیرالمومنین ع نے امام حسن ع کو کوفہ روانہ فرمایا:

امیرالمومنین ع کا لشکر ذی قار کے مقام پر پہنچ چکا تھا۔امام ع نے ذی قار سے امام حسن ع کے ہمراہ عمار یاسر , زید بن صوحان اور قیس بن عبادہ کو بھیجا اور ان کے ساتھ ابوموسی کو کوفہ کی حکومت سے معزولی اور قرضہ بن کعب کو کوفہ کے گورنر بنانے کا حکم بجھوایا۔ امام ع نے تحریر فرمایا:

"امابعد۔۔(اے ابوموسی) میں نے یہ مناسب سمجھا کہ تم اس مقام سے جسے اللہ نے تمہارے لئے کوفہ میں قرار نہیں دیا ہے علحدگی اختیار کرلو کیونکہ تم نافرمانی کرتے رہے ہو۔اسی وجہ سے حسن ابن علی ع اور عمار یاسر کو بھیجا ہوں کہ کوفہ کے لوگوں کو (فساد سے لڑنے کے لئے) میرے پاس روانہ کریں۔قرضہ بن کعب کو کوفہ کا گورنر قرار دیا ہوں لہذاء ہمارے عہدہ سے علحدہ ہوجاؤ کہ ہم نے تمہیں نافرمانی کی وجہ سے اپنے سے دور کردیا ہے اگر اس حکم سے سرکشی کروگے تو تم سے جنگ کرنے اور تمہیں قتل کرنے کا حکم دونگا۔"

امیرالمومنین ع کے اس حکم کے ساتھ امام حسن ع اور عمار یاسر کوفہ پہنچے۔کوفہ کے عوام نے امام حسن علیہ السلام کا استقبال کیا, اظہار محبت کیا, ان کے اطراف جمع ہوئے اور ان کے اطاعت کا اعلان کیا۔

امام حسن ع نے اس وقت کوفہ کے باغی گورنر ابوموسی اشعری کے عھدہ سے ہٹانے اور ان کی جگہ قرضہ بن کعب کو گورنر بنائے جانے کا اعلان فرمایا۔اس اعلان کے باوجود

ابو موسی اشعری نے اپنی دشمنی و سرکشی کو نہ چھوڑا اور عمار یاسر سے قتل عثمان بن عفان رض کے تعلق سے گفتگو کرتے رہے اس امید میں کہ شاید عمار یاسر کو قتل میں شریک قرار دے سکے اور اس طرح کوفہ کے عوام کو مولا علی ع کی مدد و نصرت سے روک سکے۔ امام حسن علیہ السلام ابو موسی کے مقصد کو جانتے تھے لہذا گفتگو کو قطع کر کے فرمایا: اے ابو موسی کیوں لوگوں کو امیر المومنین ع سے دور کر رہے ہو؟

امام حسن ع نے ابو موسی سے نرمی سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اے ابو موسی قسم ہے پروردگار کی ہم صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور امیر المومنین ع کسی سے بھی خوف نہیں رکھتے۔

ابو موسی نے جب دیکھا کہ لوگوں کو شک و شبہ میں مبتلا کرنے اور اپنی بات منوانے کے راستے کم ہوتے جا رہے ہیں تو اپنے شر پسند مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نیا راستہ اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ سے نسبت دیکر جھوٹی حدیث بیان کی۔ امام حسن ع سے عرض کیا: آپ سچ فرماتے ہیں (میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں) میں چاہتا تھا آپ سے مشورہ کروں۔ سچ ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آنحضرت ص نے فرمایا: عنقریب فتنہ برپا ہوگا جس میں بیٹھے رہنا کھڑے ہونے سے بہتر ہے اور کھڑے رہنا بہتر ہے راستہ چلنے سے اور پیدل چلنا بہتر ہے سواری پر ہونے سے (اس بیان کا مقصد یہ تھا کہ اس فتنہ سے انسان جتنا دور رہے اتنا بہتر ہے)۔

اس کے بعد ابو موسی نے کہا: اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے اور ہمارے جان و مال کو قابل احترام قرار دیا ہے: اے ایمان لانے والو لوگوں کے مال کو

باطل طریقہ سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تجارت ہو رضایت کہ ساتھ۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ جو کوئی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا اس کی سزاء دوزخ ہے۔

عمار اس کی فریب دینے والی (باطل مقصد) گفتگو سن کر اٹھے اور ابوموسی سے سوال کیا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟

ابوموسی نے کہا: ہاں میں نے سنی ہے اگر غلط کہہ رہا ہوں تو میرا ہاتھ کاٹ دو۔

عمار نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مقصد فتنہ سے خود ابوموسی ہے کیونکہ اگر ابوموسی بیٹھے اور حضرت علی ع سے نہ جھگڑے تو اس سے بہتر ہے کہ اٹھے اور جھگڑے۔

مختصر یہ کہ نہ عمار کی گفتگو اور نہ امام حسن ع کی نرمی کسی نے بھی ابوموسی اشعری پر اثر نہ کیا وہ اپنی ضد اور سرکشی پر قائم رہے۔

امام حسن ع اور عمار یاسر ابوموسی کے رویہ سے مجبور ہو کر عوام کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر جا کر خطاب فرمایا تاکہ لوگوں کو امیرالمومنین ع کے لشکر میں شرکت کے لئے روانہ کرسکیں۔ ان حضرات کی گفتگو کی تائید میں قیس بن سعد نے اٹھ کر عوام سے لشکر کے لئے روانگی کی درخواست کی مگر ابوموسی مسلسل خطبہ کے دوران اپنے چہرے کو ادھر ادھر کرتے ہوئے نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ اس ناقبل برداشت بدتمیزی سے امام حسن ع (صبر کا پیکر) نے بھی غضبناک ہو کر ابوموسی سے فرمایا: اے شخص منبر سے دور ہو جا, دور ہو جا ہمارے کام سے, تیری ماں تیرے لئے نہ رہے۔

اس کے بعد امام حسن علیہ السلام نے ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا جس کے جواب میں

لوگوں نے کہا ''ہم نے سنا اور ہم جان و دل سے اطاعت کرتے ہیں''۔

امیر المومنین ع نے مالک اشتر کو کوفہ بھیجا:

جب ابوموسی اشعری کی سرکشی، بغاوت و گستاخی کی اطلاع امیر المومنین ع کو ملی تو مالک اشتر نے حضرت ع سے عرض کیا کہ یہ کام ابوموسی کو کوفہ سے خارج کئے بغیر ختم نہیں ہوگا۔ مالک اشتر کچھ افراد کو ساتھ لیکر کوفہ پہنچے اور کوفہ کے دارلامارہ کو محاصرہ میں لے لیا۔ ابوموسی کے غلاموں نے فریاد بلند کی کہ اے ابوموسی مالک اشتر دارلامارہ میں داخل ہو گئے۔ اسی لحظہ مالک کی آواز ابوموسی کے کانوں میں پہنچی کہ اے ابوموسی دارلامارہ سے باہر نکلو کہ تمہاری ماں تمہارے لئے نہ رہے۔

ابوموسی مالک اشتر کی گرجدار آواز سن کر شدید وحشت زدہ ہو کر یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ کیا کریں اور کیا جواب دیں کہ دوسری مرتبہ مالک کی آواز گرجی ''اے ابوموسی باہر نکلو اللہ تجھے باہر کر دے۔ تم منافقین سے ہو''۔

ابوموسی نے کمزور آواز میں کہا: آج رات تک کی مجھے مہلت دو۔

مالک نے مہلت دی اور کہا رات دارلامارہ میں رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس موقع پر کچھ مال مفت کھانے والوں نے چاہا کہ ابوموسی کے اموال کو لوٹ لیں مگر مالک نے روک دیا اور کہا کہ میں نے انہیں اس رات کی مہلت دی ہے۔ دوسرے دن صبح ابوموسی نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ دارلامارہ سے خارج ہوئے۔

ابوموسی کے کوفہ سے خارج ہونے کے بعد امام حسن علیہ السلام نے سپاہیوں کو جمع کرنے کا کام کامیابی سے انجام دیا اور چھ ہزار پانچسو ساٹھ سپاہیوں کا لشکر لیکر مالک اشتر کے

ہمراہ ذی قار کے مقام پر امیر المومنین ع سے ملاقات کی ۔ امیر المومنین ع اپنے فرزند کی اس کامیابی سے خوش ہوئے اور ہمت افزائی فرمائی (مروج الذھب جلد۲ صفحہ ۳۵۹ ۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۳ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۳) ۔

عدی ابن حاتم طائی کا قبیلہ کے افراد کے ساتھ امیر المومنین کے لشکر میں شامل ہونا:

ربذہ و ذی قار کے راستہ میں قائد کے مقام پر عدی ابن حاتم نے اپنے قبیلہ کے جنگجو افراد کے ساتھ امیر المومنین ع سے ملاقات کی اور عرض کیا: "امابعد ۔ ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عھد میں مدینہ میں اسلام قبول کیا, ذکات ادا کرتا رہا ہوں ۔رسول اللہ ﷺ کے بعد اہل ردہ سے ہوئی جنگ میں شریک رہا۔ میں ان اعمال کے ذریعہ اللہ کی خشنودی کا طالب رہا اور نیک اعمال وتقوی کا انعام اللہ کے ذمہ ہے۔ ہم کو اطلاع ملی کہ اہل مکہ نے آپ سے کئے گئے وعدہ کو توڑ ڈالا اور آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے آپ پر ستم کیا۔ ہم حاضر ہوئے ہیں کہ حق کے راستے میں آپ کی نصرت کریں ۔ ہم آپ کی سر پرستی میں آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ آپ کی اطاعت پر کمر باندھے ہوئے ہیں" ۔

امیر المومنین ع نے شکریہ ادا کیا اور دعاء دی ۔ عدی بن حاتم اس لمحہ سے امیر المومنین ع کے باوفا بزگوار و شجاع اصحاب میں شمار کئے جانے لگے ۔ جنگ جمل و جنگ صفین میں دلیری سے جنگ کی اور مولا علی ع سے آخری سانس تک عشق رہا اور حضرت ع کے حق سے دفاع کرتے رہے (بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۴۱۳) ۔

ذی قار کے مقام پر اویس قرنی کا لشکر میں شامل ہونا:

امیر المومنین ع ذی قار پر کوفہ سے لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ افراد لشکر میں ایسے بھی تھے جنھیں امیر المومنین ع پر کامل ایمان بھی نہ تھا اور وہ جنگ اور جنگ کے بعد کے مراحل سے خوف زدہ تھے جبکہ امیر المومنین ع نے لشکر سے فتنہ برپا کرنے اور عہد بیعت توڑنے والوں پر کامیابی کا وعدہ فرما دیا تھا۔

ابن ابی الحدید نے ابی مخنف سے حدیث نقل کی ہے کہ ابن عباس کا بیان ہے کہ جب ہم ذی قار میں تھے میں نے حضرت علی ع سے عرض کیا کہ کوفہ سے کوئی نہیں آیا اور آپ کے ساتھ بہت کم سپاہی ہیں۔ حضرت ع نے فرمایا کہ کوفہ سے چھ ہزار و چھ سو پانچ (۶۶۰۵) سپاہی اس لشکر میں شامل ہوں گے, نہ ایک کم اور نہ ایک زیادہ۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قسم ہے پروردگار کی میں حضرت ع کے اس بیان سے شک و تردید میں پڑھ گیا۔ میں نے ارادہ کرلیا کہ جب کوفہ سے لشکر آئے گا تو میں اسے شمار کروں گا۔ جب لشکر آنے لگا میں نے گننا شروع کیا اور کمال تعجب یہ کہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے تعداد وہی تھی جسے امام ع نے فرمایا تھا, ۶۶۰۵ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۱۳)۔

اعلام الوری طبرسی میں نقل ہے کہ ایک دن امیر المومنین ع ذی قار میں بیعت لینے کے لئے تشریف رکھے اور فرمایا کہ آج کوفہ کی سمت سے ایک ہزار افراد بغیر کسی کمی یا زیادتی کے آئیں گے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے گنا, ۹۹۹ افراد آے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیوں حضرت نے یہ بات کہی کہ دیکھا ایک شخص آ رہا ہے۔ جب وہ نزدیک آیا تو میں نے دیکھا

وہ جانور کے بالوں سے بنا لباس پہنے ہوئے ہے اور اپنے ساتھ تلوار, سپہر اور پانی کا برتن لئے ہوئے ہے۔ اس شخص نے حضرت علی ع کی خدمت میں جا کر بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت علی ع نے پوچھا: کس چیز پر میری بیعت کرنا چاہتے ہو؟

اس شخص نے جواب دیا: ہر امر میں آپ کی اطاعت کروں گا اور آپ کے کی موجودگی میں جنگ کروں گا تا کہ قتل کیا جاؤں یا اللہ آپ کو فتح نصیب فرمائے۔

مولا علی ع نے سوال کیا: تمہارا نام کیا ہے؟

عرض کیا: اویس

مولا علی ع نے فرمایا: تم اویس قرنی ہو؟

عرض کیا: ہاں

مولا علی ع نے فرمایا: اللہ اکبر, میرے حبیب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان کی امت کے ایک شخص سے ملاقات کروں گا جس کا نام اویس قرنی ہو گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے شہادت نصیب ہو گی اور قیامت کے دن اس کی شفاعت سے دو بڑے قبیلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس جوتے کی کیا قیمت ہے؟

عبداللہ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں ذی قار کے مقام پر امیرالمومنین ع کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ع اپنی نعلین کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ابن عباس ان جوتیوں کی کیا قیمت ہے؟ (امیر المومنین ع تخت خلافت پر قبضہ رکھتے ہوئے بھی ایسی زندگی

بسر کررہے تھے کہ آپ کے پاس صحیح وسالم جوتیاں بھی نہیں تھیں اوران بوسیدہ جوتیوں کی مرمت بھی کسی سے نہیں کرواتے تھے بلکہ خود انجام دیتے تھے)۔

میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں ! فرمایا کہ خدا کی قسم یہ مجھے تمہاری حکومت سے زیادہ عزیز ہیں مگر یہ کہ حکومت کے ذریعہ میں کسی حق کو قائم کرسکوں یا کسی باطل کو دفع کرسکوں۔

اس گفتگو کے بعد لوگوں کے درمیان آکر خطبہ ارشاد فرمایا:

اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو اس وقت مبعوث کیا جب عربوں میں کوئی نہ آسمانی کتاب پڑھنا جانتا تھا اور نہ نبوت کا دعویدار تھا۔آپ نے لوگوں کو کھینچ کر ان کے مقام تک پہنچایا اور انھیں منزل نجات سے آشنا بنادیا یہاں تک کہ ان کا ٹیڑھاپن سیدھا ہوگیا اور ان کے حالات استوار ہوگئے۔

جان لو کہ خدا کی قسم میں اس صورت حال کے تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات پوری طرح تبدیل ہوگئے اور میں نہ کمزور ہوا اور نہ خوف زدہ ہوا۔آج بھی میرا سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے۔میں باطل کے شکم کو چاک کر کے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے۔

میرا قریش سے کیا واسطہ ہے۔میں نے کل ان سے کفر کی بنیاد پر جہاد کیا اور آج فتنہ و گمراہی کی بنیاد پر جہاد کروں گا۔میں ان کا پرانا مد مقابل ہوں اور آج بھی ان سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۳۳)۔

ام المومنین عایشہ بنت ابوبکر رض کا خط ام المومنین حفصہ بنت عمر رض کے نام:

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں روایت نقل کی ہے کہ جب مولا علی ع ذی قار کے مقام

پر کوفہ کے لشکر کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے, ام المومنین عایشہ رض نے ام المومنین حفصہ رض کو لکھا کہ علی ع ذی قار کے مقام پر ہیں۔ انھیں جب ہمارے سپاہیوں اور لشکر کی تعداد کا علم ہوا تو علی ع ڈر کر وہیں پر رک گئے۔ ان کی کیفیت لال رنگ کے گھوڑے کی ہے کہ نہ آگے جا سکتا ہے اور نہ پیچھے۔ اگر آگے قدم بڑھے تو ذبح کیا جائے اور اگر پلٹ جائے تو بھی کاٹ دیا جائے گا۔

ام المومنین حفصہ رض نے اس خط کو پڑھنے کے بعد حکم دیا کہ گانے والی عورتوں کو ان کے پاس لایا جائے تا کہ ڈھول بجائیں اور گانا گائیں۔ اس کی اطلاع بنی امیہ کی عورتوں کو دی گئی "بنات الطلقاء" حفصہ رض کے گھر میں جمع ہوئیں۔ گانے والیوں کے ساتھ دف بجانے اور گانے میں بنی امیہ کی عورتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مولا علی ع کی حاجبزادی ام کلثوم سلام اللہ علیھا کو اس کی اطاع ہوئی, اس بی بی نے اپنے چہرے کو چھپا کر بطور ناشناس حفصہ رض کے گھر میں داخل ہو کر اپنے چہرے سے نقاب الٹا تو منافقین کی رہی سہی آبرو بھی خاک میں مل گئی اور ام المومنین حفصہ رض نے شرمندگی کے ساتھ معافی مانگی۔

بی بی ام کلثوم علیھا السلام نے ان عورتوں کے درمیان فرمایا کہ اگر آج تم دونوں (عایشہ رض و حفصہ رض) ازواج میرے بابا مولا علی ع کی مخالفت و دشمنی کا اظہار کر رہی ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے قبل بھی تم دونوں ان کے بھائی (رسول اللہ ﷺ) سے دشمنی و مخالفت کر چکی ہو اور اللہ تعالی نے قرآن میں اس تعلق سے آیت نازل فرمائی ہے۔

ام المومنین حفصہ شرمندہ ہوئیں اور بی بی ام کلثوم ع سے مودبانہ درخواست کی کہ اور اس

سے زیادہ کچھ نہ فرمائیں۔ خط کو پھاڑ ڈالا اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کیا۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد۳ صفحہ ۲۹۲ و ۲۹۳۔ ابومخنف نے اس واقعہ کو جریر بن یزید سے نقل کیا ہے۔ حسن بن دینار نے حسن بصری سے نقل کیا ہے۔ واقدی نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے)۔

بیعت توڑنے والوں کا لشکر بصرہ کے قریب پہنچا:

بصرہ میں داخل ہونے سے قبل یہ لشکر راستہ کی تھکن دور کرنے کی غرض سے بصرہ کے باہر چاہ ابو موسی پر قیام کیا۔ اس مقام پر عمیر ابن عبداللہ نے لشکر کے سرداروں سے ملاقات کی اور ام المومنین عایشہؓ سے کہا: اے ام المومنین میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ لشکر کو بصرہ میں داخل کرنے سے قبل آپ خود اہل بصرہ سے ملاقات و گفتگو کیجے۔

ام المومنین نے کہا: تم نے اچھا مشورہ دیا ہے تم نیک آدمی ہو۔

عمیر بن عبداللہ نے ام المومنین سے یہ بھی کہا کہ اس کام کے لئے عبداللہ بن عامر مناسب شخص ہے چونکہ اس کے بصرہ میں بہت مددگار موجود ہیں اور وہ آپ کی ملاقات و گفتگو کے لئے ضروری مقدمات فراہم کردے گا۔ ام المومنین نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ روانہ کیا اور ان کے ہمراہ بصرہ کے بزرگوں کے نام خط بھجوائے۔

ایک خط بصرہ کے گورنر عثمان ابن حنیف کے لئے بھی بھجوایا گیا جس میں لکھا کہ دارلامارہ اور بصرہ کی حکومت کو ہمارے حوالے کرو۔

ام المومنین بھی حرکت کر کے بصرہ کے قریب حفیرہ کے مقام پر جواب کے انتظار میں بیٹھی رہیں۔

بصرہ کے عوام کو اور بصرہ کے گورنر عثمان ابن حنیف کو ان افراد اور ان کے لشکر کے بصرہ کے قریب پہنچنے کی اطلاع ملی۔

بصرہ کے گورنر کے اقدامات:

مولا علی ع کے گورنر عثمان ابن حنیف نے اپنے قریبی اصحاب سے مشورہ کیا۔عمران بن حصین نے خیال ظاہر کیا کہ طلحہؓ و زبیرؓ کا لشکر جنگ کی صورت میں بصرہ میں بڑی تعداد میں قتل کرے گا۔

عثمان ابن حنیف نے سوال کیا ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

عمران نے جواب دیا: میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اس جنگ میں شرکت نہ کروں, تم بھی ان سے جنگ نہ کرو۔عثمان ابن حنیف نے عمران ابن حصین کا نظریہ معلوم کرنے کی بعد کہا کہ البتہ میں انھیں امیر المومنین ع کے آنے تک شہر میں داخل ہونے سے منع کروں گا۔ یہ سن کر عمران نے کہا کہ جو اللہ چاہے وہ انجام پائے گا۔اس کے بعد عمران گھر گئے اور ان کے فرزند ہشام عثمان ابن حنیف کی خدمت میں آئے تا کہ ان کے ارادہ میں تبدیلی لائیں۔ہشام نے مولا علی ع کے بنائے حاکم عثمان سے کہا : تم نے جو ارادہ کیا ہے اس کا انجام برا ہوگا اور نا قابل تلافی شکست ہوگی۔اس گروہ کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ ۔امیر المومنین ع کا حکم آنے تک ان کو منع نہ کرو۔

گورنر ابن حنیف نے جب یہ دیکھا کہ قریبی افراد بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں تو انھوں نے چاہا کہ عوام کی روحانی کیفیت طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے تعلق سے معلوم کرے۔اس مقصد کے تحت عثمان ابن حنیف سے بصرہ کے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ

جنگی لباس پہن کر اسلحہ لگا کر جامع مسجد میں جمع ہو جائیں۔

لوگ جمع ہوئے گورنر نے قیس نامی شخص کو حکم دیا کہ وہ عوام سے طلحہؓ وزبیرؓ کے لشکر لیکر بصرہ آنے کے تعلق سے گفتگو کرے۔قیس نے لوگوں سے سوالات کی شکل میں گفتگو شروع کی کہ یہ گروہ کس غرض سے بصرہ آیا ہے؟

کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ لوگ جان کے خوف سے یہاں پناہ حاصل کرنے آئے ہیں؟ ہر گز نہیں, کیونکہ یہ جس شہر سے آئے ہیں وہاں پرندوں کے لئے بھی امان ہے(یہ لوگ بیت اللہ کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں)۔

دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ لوگ خلیفہ کے خون کے مطالبہ کے لئے آئے ہیں؟ ایسا بھی نہیں ہے کیونکہ ہم میں کوئی خلیفہ کا قاتل نہیں ہے۔لہذا اس گروہ کو جس جگہ سے آئے ہیں وہاں واپس کردو۔انھیں قبول نہ کروان کا مقصد سوائے فتنہ وفساد کے کچھ اور نہیں ہے۔

اس گفتگو کے جواب میں اسود بن سریع سعدی نے کہا: اگر وہ خلیفہ کے خون کے مطالبہ کے لئے ہم سے مدد چاہتے ہوں تو ہم انھیں آنے نہ دیں اور اپنے گھر سے باہر کردیں؟ کون ہے جو ان کو منع کرے اور انھیں لوٹا دے؟

عثمان بن حنیف کو اندازہ ہو گیا کہ بصرہ میں بھی اس لشکر کے طرفدار ہیں جو بصرہ کے عوام میں دشمن کے مقابلہ میں تفرقہ ڈال دینگے(تاریخ طبری جلد۶ صفحہ ۳۱۱۵)۔

وفادار قبیلے:

الامامہ والسیاسہ میں ابن قتیبہ دینوری نے تحریر کیا کہ جب طلحہؓ و زبیرؓ کے بصرہ آنے کی

خبر عثمان بن حنیف کو ملی تب انھوں نے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور ان سے یہ گفتگو کی:

اے لوگو! تم نے بیعت کے ذریعہ اللہ سے وعدہ کیا ہے اور اللہ کی قدرت ان کی قدرت سے بالاتر ہے۔ جس کسی نے بھی بیعت توڑی اس نے خود کے خلاف وعدہ خلافی کی اور جس نے وفاداری کی اس کا اجر و انعام اللہ کی بارگاہ سے ملے گا۔ قسم ہے پروردگار کی کہ اگر علی ع اپنے علاوہ کسی اور کو خلافت کے لئے شائستہ سمجھتے تو لوگوں کی بیعت قبول نہ کرتے بلکہ خود بھی اس کی بیعت کرتے اور اسکی اطاعت کرتے۔ مولا علی ع کو کسی رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی مدد کی ضرورت نہ تھی اور کوئی بھی صحابی مولا علی ع کی مدد سے بے نیاز نہ تھا۔ وہ ان تمام کمالات کے حامل ہیں جو دوسروں میں ہیں مگر سب کے کمالات ملا کر بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں (طلحہؓ و زبیرؓ) نے اپنی مرضی سے امیرالمومنین ع کی بیعت کی۔ یہ اللہ کی مرضی نہیں چاہتے ہیں, انھوں نے جلد بازی کی شیر خوارگی سے پہلے مکمل فرزند چاہتے ہیں اور ولادت سے قبل بچہ چاہتے ہیں۔ اللہ کے اجر وانعام کو لوگوں سے چاہتے ہیں۔ ان کو گمان ہو گیا ہے کہ انھیں زبردستی بیعت کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ یہ قریش کے قدرت مند افراد سے ہیں یہ چاہتے تو بیعت نہ کرتے اور کہہ سکتے تھے کہ ہم بیعت نہیں کرینگے اور مولا علی ع ہمیں بیعت کے لئے مجبور نہ کریں۔ راستہ وہی ہے جسے عام لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ عام لوگوں نے حضرت علی ع کی بیعت کی اور اپنے وعدہ پر قائم ہیں۔ ان کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہے, تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

عثمان بن حنیف کی اس گفتگو کے بعد حکیم بن جبلہ نے کہا: ہماری رائے یہ ہے کہ اگر وہ ہم

پرزورڈالیں توان سے لڑیں گے اوراگروہ اس کام سے رکے رہے توہم ان کوقبول کریں گے۔خدا کی قسم میں اکیلا بھی ان سے لڑنے اورلڑکر قتل ہونے کے لئے بھی تیار ہوں ۔میں زندگی کو چاہتا ہوں مگرحق کے راستہ مرنے سے وحشت نہیں کرتا۔اس راستہ میں قتل ہوجانا شہادت ہے۔میراقبیلہ ربیعہ آپ کے اختیار میں ہے اورآپ کے ہمراہ ہم تلوار چلائیں گے۔

گورنر کے ساتھیوں نے اپنا ارادہ محکم کرلیا کہ اگردشمن کا مقصد بصرہ کو حاصل کرنا نہیں ہےتوان کے بصرہ میں داخل ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

امیرالمومنین ع کا حکم عثمان بن حنیف کے لئے:

ان مراحل کے درمیان امیرالمومنین ع کا خط بصرہ کے گورنر کے نام پہنچا جس میں تحریر تھا:

ان ستمگروں نے اللہ سے وعدہ کرکے توڑ دیا ہے۔وعدہ خلافی کرتے ہوئے تمہاری طرف لشکرلیکرنکل پڑے ہیں اورشیطان نے ان کی ہمت بڑھائی ان چیزوں کے لئے جواللہ کی مرضی کے خلاف ہے۔اللہ کا انتقام سخت ہے۔جب وہ تمہارے پاس پہنچیں تو انھیں حق کی اطاعت اورجووعدہ انھوں نے ہم سے کیا تھا اسے انجام دینے کی دعوت دو۔اگر قبول کریں توان سے اچھابرتاؤ رکھواوران کی مہمان نوازی کرو۔اگرقبول نہ کریں اور بغاوت وسرکشی کوجاری رکھیں توان سے جنگ کروکہ اللہ تعالی تمہارے اوران کے درمیان فیصلہ کرے کہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔میں اس خط کوربذہ سے لکھ رہا ہوں۔میں بھی اس خط کے کچھ دن بعد جلد ہی پہنچ جاؤں گا انشاءاللہ۔

اس خط کے پہنچنے کے بعد گورنر نے ابی الاسود دئلی کے ہمراہ عمران بن حصین کو سرکش لشکر کے سرداروں کے پاس بھجوایا۔

بصرہ کے گورنر کے نمائندوں کی ام المومنینؓ، طلحہؓ و زبیرؓ سے ملاقات:

بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف نے ابی الاسود دئلی اور عمران بن حصین کو لشکر کے سرداروں کی خدمت میں بھجوایا کہ ان سے گفتگو اور انھیں نصیحت کریں کہ یہ لوگ واپس ہو جائیں۔

ان دو نمائندوں نے ام المومنین سے کہا کہ ہمارے امیر نے ہم کو بھجوایا ہے کہ آپ سے یہاں آنے کی وجہ دریافت کریں۔

ام المومنین نے کہا: سچ ہے مجھ جیسی شخصیت کسی مخفی مقصد کے لئے قیام نہیں کر سکتی اور نہ اپنے بیٹوں سے چھپا سکتی ہوں۔ مختلف شہروں اور قبیلوں کے جنگجو افراد مدینہ آئے، رسول اللہ ﷺ کے حرم میں جنگ برپا کی، بدعتیں شروع کیں، بدعت کرنے والوں کو وہاں رکھا اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی لعنت کے مستحق قرار پائے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے خلیفہ (عثمانؓ) کو قتل کیا جبکہ انھوں نے کسی کا نہ خون کیا تھا اور نہ ان پر کسی قسم کا ظلم وستم کیا تھا۔ حلال خون کو حرام قرار دیکر قتل کیا، ان کا مال لوٹ لیا، ماہ حرام اور شہر مدینہ کا تقدس واحترام بھی نہ رکھا۔ لوگوں کے گھروں میں ان کی مرضی کے خلاف زبردستی رہے۔ میں مدینہ سے نکلی ہوں تا کہ اس گروہ کے ناپسند کاموں سے مسلمانوں کو باخبر کروں اور اس کے خطرناک نتائج سے واقف کراوں اور جس میں امت کا فائدہ اور جو امت کے لئے مناسب ہے اس کی ہدایت کروں (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۱۱۵)۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے طرحہای رسالت کے مصنف لکھتے ہیں کہ: طبری کی تحریر کے مطابق ام المومنین کا قیام امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اصلاح جامعہ کے لئے تھا جبکہ حقیقت میں جز ہوا و ہوس اور دشمنی مولا علی ع کچھ اور نہ تھا (جلد۳ صفحہ ۱۰۹)۔

شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید بصرہ کے گورنر کے نمائندہ ابوالاسود دوئلی کی ام المومنین سے گفتگو کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ابوالاسود: اے ام المومنین آپ کے یہاں آنے کی وجہ کیا ہے؟

ام المومنین: خلیفہ عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کے لئے آئی ہوں۔

ابوالاسود: خلیفہ کے قاتلوں میں سے کوئی بھی بصرہ میں نہیں ہے۔خلیفہ کے خون کے مطالبہ کے لئے کیوں بصرہ آئی ہو؟

ام المومنین: تم ٹھیک کہتے ہو, خلیفہ کے قاتل علی (مولا علی ع) کے پہلو میں مدینہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں یہاں آئی ہوں کہ بصرہ کے لوگوں کو ان سے جنگ کے لئے آمادہ کروں۔ میں خلیفہ عثمانؓ پر اعتراض کرتی تھی جب وہ تم لوگوں پر کوڑے مارتے تھے اب کیا یہ میری ذمہ داری نہیں ہے کہ خلیفہ کے بدن پر تم لوگوں نے جو تلواریں ماری ہیں اس پر میں غضب میں آؤں۔

ابوالاسود: آپ کو تلوار و کوڑے سے کیا کام ہے, آپ عورت ہیں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھی رہیں۔آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ گھر میں آرام کریں اور اللہ کی کتاب کی تلاوت کریں۔ہر گز جنگ, قتل اور خون کا طلب کرنا عورتوں کا کام نہیں ہے۔ علی ابن ابی طالب ع اس کام کے لئے مناسب ہیں اور خاندان کی نسبت سے بھی وہ خلیفہ عثمانؓ سے

نزدیک تر ہیں کیونکہ ہر دو عبد مناف کی نسل سے ہیں۔ اگر خون عثمانؓ کا طلب کرنا ضروری ہو تو وہ اقدام کریں گے۔

یہ تمام باتیں سن کر بھی ام المومنین پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا, جواب دیا: نہیں لوٹونگی, جب تک کہ جس مقصد کے لئے قیام کی ہوں اسے انجام نہ دے لوں۔ اے ابوالاسود کسی میں جرئت ہے مجھ سے جنگ کرنے کی؟

ابوالاسود نے کہا: خدا کی قسم میں آپ سے شدید ترین جنگ وقتل کروں گا۔اس قدر غلط غرور میں نہ رہو کہ کوئی تم سے جنگ نہ کرے گا۔

یہ کہنے کے بعد ابوالاسود ام المومنین سے جدا ہو کر زبیرؓ کے پاس پہنچے, ان کو گزشتہ واقعات, قدیم دوستی اور مولا علی ع کی طرفداری کو یاد دلایا۔ابوالاسود نے کہا اے ابو عبداللہ ابھی لوگوں کو یاد ہے کہ جس دن خلیفہ ابوبکرؓ کی بیعت کی جارہی تھی تم نے تلوار نکال لی تھی اور کہہ رہے تھے خلافت کے لئے کوئی سوائے ابن ابی طالب ع کے کوئی اور مناسب نہیں ہے۔اب یہاں کس لئے آۓ ہو؟

زبیرؓ نے جواب دیا: خلیفہ عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کے لئے۔

ابوالاسود نے کہا: تم اور تمہارے رفیق نے خلیفہ کے قتل کے منصوبہ کی سرپرستی کی اور انھیں قتل کر ڈالا۔اب کس بنیاد پر خلیفہ کے خون کو مولا علی ع کی گردن پر ڈال رہے ہو؟

زبیرؓ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا کہ جاؤ اور طلحہؓ سے گفتگو کرو, وہ جو بھی ارادہ کرے گا میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔

ابوالاسود فورا طلحہؓ کے پاس پہنچے, گفتگو کی, ان کو نصیحت کی مگر طلحہؓ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

اس گفتگو کے بعد ابوالاسود کوفہ کے گورنر عثمان ابن حنیف کی طرف لوٹے تا کہ انھیں ان سرداروں کے ارادہ سے واقف کرسکیں۔

ام المومنین کی جانب سے منادی نے لشکر کو حرکت کرنے کا حکم دیا, جس کے بعد لشکر بصرہ کی طرف حرکت کرنے لگا۔

گورنر کے نمائندوں نے لشکر سے قبل پہنچ کر گورنر عثمان ابن حنیف کو لشکر کے سرداروں کے ارادہ سے واقف کرادیا اور ایک شعر پڑھکر گورنر کو اس لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے جوش دلوایا: اے حنیف کے بیٹے مخالف گروہ کا لشکر تم سے مقابلہ کے لئے آیا ہے اٹھو اور مظبوطی سے ان پر قدرت وتسلط رکھتے ہوئے جنگ کرو۔ ان کے مقابلے کے لئے زرہ وتلوار سے مسلح ہو جاؤ۔

عثمان ابن حنیف نے یہ سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کعبہ کے خدا کی قسم اسلام پر مصیبت کا وقت ہے (تاریخ طبری جلد۶ صفحہ ۳۱۱۵ و ۳۱۱۶۔ شرح نہج البلاغہ جلد۲ صفحہ۸۱)۔

عثمان بن حنیف مجبوراً آمادہ جنگ ہوکر بصرہ کے لشکر کو لیکر مربد کے مقام پر پہنچے کر رک گئے تا کہ ام المومنین, طلحہؓ و زبیرؓ اور ان کے لشکر کو بصرہ میں داخل ہونے سے روکا جاسکے۔

طلحہؓ و زبیرؓ کی تقریر بصرہ میں داخل ہونے سے قبل:

ام المومنین, طلحہؓ و زبیرؓ مربد کے مقام پر بصرہ کے لشکر کے قریب پہنچے۔ طلحہؓ و زبیرؓ نے اپنے مقصد کو لوگوں پر واضح کرنے کے لئے اہل بصرہ سے خطاب کیا۔

طلحہ رض نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد خلیفہ عثمان رض کے فضائل کا تذکرہ کر کے شہر مدینہ کی اہمیت واحترام کو پیش کرتے ہوئے خلیفہ کے قتل کا ذکر کیا کہ قاتلوں نے حرمت کا خیال بھی نہ کیا۔اس کے بعد لوگوں کو تحریک کیا کہ وہ خلیفہ کے خون کا بدلا لینے کے لئے تیار ہو جائیں۔طلحہ رض نے کہا اس کام میں اللہ کے دین اور اسکی مملکت کی عزت کی خاطر مظلوم خلیفہ کے خون کے لئے قدم اٹھانا اللہ کے حدود میں ہے لہذاء اس امر کا احترام کیا جانا چاہیے۔اگر یہ کام انجام پائے تو تمہاری عزت پلٹ آئے گی اور اگر یہ کام انجام نہ دیا تو قدرت اور قانون باقی نہ رہے گا (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۱۱۸و۳۱۱۹)۔

زبیر رض نے بھی طلحہ رض کی طرح گفتگو کی۔ان کی گفتگو کے بعد بصرہ کے عوام دو گروہ میں تقسیم ہو چکے تھے۔ایک گروہ کہتا تھا یہ حق کہہ رہے ہیں اور ہم کو نیکی کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ دوسرا گروہ کہہ رہا تھا یہ مکار ہیں , یہ خلیفہ کے قتل میں شریک ہیں , حضرت علی ع کی بیعت کر چکے ہیں باطل پر ہیں اور گناہ کی ترغیب دے رہے ہیں۔

ان دو گروہوں میں تکرار شروع ہو گئی۔اس کے ساتھ ہی ام المومنین عایشہ رض نے بلند آواز میں گفتگو شروع کی , طلحہ رض و زبیر رض کی گفتگو کی تائید کرتے ہوئے لوگوں کو خلیفہ کے خون کے مطالبہ لئے ترغیب دی۔

ام المومنین کی گفتگو کے دوران ایک شخص نے انھیں خطاب کر کے کہا: اے مومنین کی ماں! خلیفہ کا قتل آپ کے گھر سے نکل کر یہاں آنے کے فتنہ سے کم اہمیت رکھتا ہے (جبکہ اللہ نے اس طرح گھر سے باہر نکلنے اور اس طرح لوگوں کے درمیان ظاہر ہونے کو حرام قرار دیا ہے) اور وہ بھی اس طرح اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر تیر و تلوار و نیزوں کے

درمیان سفر کرنا۔ اللہ نے تمہارے لئے احترام قرار دیا تھا اور تم کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا تھا مگر تم نے اس احترام کو باقی نہ رکھا۔ پردہ کے باہر نکل آئیں اور اپنے حریم کو باقی نہ رکھا کیونکہ جو کوئی تم سے جنگ کو جائز سمجھتا ہے وہ تمہارا خون بہانہ بھی جائز سمجھتا ہے۔ اگر آپ اپنی مرضی سے آئی ہیں تو یہاں سے گھر لوٹ جائیے اور اگر مجبور کر کے لائے ہیں تو بتلائیے کس نے مجبور کیا ہے ہم آپ کو اس کے شر سے نجات دلوایں گے (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۱۲۰)۔

طبری اس گفتگو کے بعد نقل کرتا ہے کہ ایک نوجوان قبیلہ بنی سعد کا آگے بڑھا اور طلحہؓ و زبیرؓ کو مخاطب کر کے کہا: اے زبیرؓ تم رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اصحاب سے ہو اور اے طلحہؓ تم نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کو خطرہ سے محفوظ رکھا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ مومنین کی ماں کو اپنے ہمراہ جنگ کے میدان میں لے آئے ہو۔ کیا تم لوگوں نے اپنی بیویوں کو بھی جنگ میں شرکت دی ہے؟

طلحہؓ و زبیرؓ نے جواب دیا کہ نہیں اے جوان۔

اس جوان نے کہا: میں تم سے بیزار ہوں۔ تم نے اپنی عورتوں کی عصمت کی حفاظت کی اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ کو گھر سے نکال کر یہاں لے آئے۔ قسم خدا کی یہ انصاف سے دور ہے۔ اس طرح کے اعتراضات و نصیحتیں اور لوگوں نے بھی کئے مگر ان پر اس کا اثر نہ ہوا۔

دو لشکروں میں ٹکراو کے بعد صلحہ نامہ کا لکھا جانا:

جب باغی لشکر بصرہ میں داخل ہونا چاہتا تھا, بصرہ کے لشکر کی طرف سے حکیم بن جبلہ نے حملہ